السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(تعداد رکعات تراویح میں علماء امت کے درمیان کیا اختلافات ہیں دلیل کی رو سے راضح قول کون سا ہے۔ جواب بحوالہ کتب محدثین وفقہاء کرام تحریر فرمائیں۔ (حکیم محمد حسن از منڈی عثمانوالہ۔ ضلع لاہور

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

مسائل کو ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے مفتی صاحب کے اس جملہ سے دھوکا لگا ہے جوانہوں نے یزید بن رومان کے منقطع السند اثر کو پش کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کے زمانہ خلافت میں بیس رکعت تراویح پر اجماع اور کثرت صحابہ کے اتفاق کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ دعویٰ بالکل باطل ہے جو ایسے ذمہ دار اور مفتی حضرات کی شایان شان نہیں کما قال صاحب تحفۃ الاحوذی ج نمبر ۲ ص ۷۶ ((قد ادعی بعض الناس انه قد وقع الاجماع علی عشرین رکعة فی عهد عمر رضی الله عنه واستقر الامر علی ذالک فی الامصار)) ''یعنی بعض الناس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پر اجماع تھا۔ اور دوسرے شہروں میں بھی یہی حکم مقرر ا۔'' مولینا فرماتے ہیں۔ ((دعویٰ الاجماع علی عشرین رکعة)) یعنی بیس رکعت تراویح پر اجماع کا دعویٰ اور پھر ((استقرار الامر علی ذالط فی الامصار باطل جداً)) بالکل باطل ہے ((کماقال العینی فی عمدة القاری فی شرح صحیح بخاری)) عدد رکعات تراویح میں کئی قول ہیں۔

((قد اختلف العلماء فی العدد المستحب فی قیام رمضان علی اقوال کثیرة (۱) فقیل احد واربعون وقال الترمذی رای بعض هم ان یصلی احد واربعین رکعة مع الوتر وهو قول اهل المدینة والعمل علی هذا عندهم بالمدینة قال شیخنا رحمه الله وهو اکثر ما قیل فیه قلت ذکر ابن عبد البر عن الاسود بن یزید کان یصلی اربعین ویوتر بسبع))

''علماء نے قیام رمضان کی رکعتوں کے بارے میں کہ اس میں کون عدد مستحب ہے بہت کچھ اختلاف کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ اکتالیس رکعت ہے ترمذی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بعضوں کی رائے یہ ہے کہ اکتالیس رکعت مع وتر پڑھے اور یہ قول اہل مدینہ کا ہے اور اس پر اہل مدینہ کا عمل ہے۔ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ اکتالیس سے زیادہ کسی کا قول نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ عبد البر نے اسود بن یزید سے نقل کیا ہے کہ وہ چالیس رکعت پڑھتے تھے اور سات وتر یعنی مع وتر سنتالیس رکعت پڑھتے تھے۔''

((وقیل ثمان وثلاثون رواه محمد بن نصر من طریق ابن ایمن عن مالک قال یستجب ان یقوم الناس فی رمضان بثمان وثلثین رکعة ثم یسلم الناس ثم یوتر بعلم بواحدة وقال هذا العمل بالمدینة قبل الحرة منذ بضع ومائة سنة الی الیوم))

''اور کہا گیا ہے کہ اڑتیس رکعت ہے۔ امام محمد بن نصر نے ابن ایمن کے طریق سے امام مالک سے روایت کی ہے کہ امام مالک نے کہا کہ مستحب یہ ہے کہ لوگ رمضان میں اڑتیس رکعت پڑھیں۔ پھر امام مالک نے کہا کہ مستحب یہ ہے کہ لوگ رمضان میں اڑتیس رکعت پڑھیں۔ پھر امام مالک نے کہا کہ زمانہ حرہ کے قبل ایک سو کوئی برس سے اب تک اہل مدینہ کا اس پر عمل چلا آتا ہے۔''

((وقیل ست وثلثون وهو الذی علیه عمل اهل مدینة وروی ابن وهب قال سمعت عبد الله بن عمر یحدث عن نافع قال ما ادرک الناس الا وهم یصلون تسعا وثلثین رکعة ویوترون منها بثلث))

''کہا گیا ہے کہ چھتیس رکعت ہے اور اس پر اہل مدینہ کا عمل ہے۔ بن وہب نے کہا کہ میںنے عبد اللہ بن عمر سے سنا ہے وہ کہتے تھے نافع نے کہا کہ میں لوگوں کو نہیں پایا مگر اس حالت پر کہ تراویح انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے جن میں سے تین رکعت وتر کی تھیں۔''

((وقیل اربع وثلثون علی ما حکم عن زرارة بن اوفیٰ انه کذالک کان یصلی بهم فی العشر الاخیر))

''چونتیس رکعت ہے جب کہ زرارہ بن اوفی سے مروی ہے کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں اسی طرح چونتیس رکعت پڑھتے تھے۔''

((قیل ثمان وعشرون وهو المروی عن زرارة بن اوفی فی العشرین الاولین من اشهر وکانی سعید بن جبیر یفعله فی العشر الاخر))

''کہا گیا ہے۔ اٹھائیس رکعت ہے یہ قول بھی زارہ بھی اوفی سے رمضان کے پہلے دو عشروں میں منقول ہے اور سعید بن جبیر آخری عشرہ میں اٹھائیس رکعت پڑھتے تھے۔''

((قیل اربع وعشرون وهو مروی عن سعید بن جبیر))

''کہا گیا ہے چوبیس رکعت ہے اور یہ سعید بن جبیر سے مروی ہے۔''

((قیل عشرون وحکاه الترمذی عن اکثر اهل العلم فانه روی عن عمر رضی الله عنه وعلی رضی الله عنه وغیرهما من الصحابة وهو قول صحابنا الحنفیه))

''کہا گیا ہے کہ بیس رکعت ہے ترمذی نے اس کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے کیونکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ سے منقول ہے اور یہ قول ہم احناف کا ہے۔''

بیس رکعت کے متعلق جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے خود علامہ عینی کو اعتراف ہے کہ وہ منقطع الاسناد، عمدۃ القاری کی عبارت یہ ہے ((اما اثر عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب فرواہ مالک فی الموطا باسناد منقطع)) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیس رکعت کے منقول ہونے کے بارے میں بحث گذر چکی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے صحابہ سے جو آثار نقل ہوتے ہیں وہ سابقہ سوالوں کے جوابات میں بحث ہو چکی ہے۔

((وقیل ست عشرۃ وھو مروی عن ابی مجلزانہ کان یصلی بھم اربع ترویحات ویقرأ لھم سبع القراٰن فی کل لیلۃ روہ محمد بن نصر من روایۃ عمران بن حدید))

"کہا گیا ہے کہ سولہ رکعت ہے اور ابو مجلز سے منقول ہے کہ وہ لوگوں کو چار ترواویح پڑھایا کرتے تھے اور ہر رات قرآن کا ساتواں حصہ میں پڑھا کرتے تھے اس کو امام محمد بن نصر نے عمران بن حریر کے طریق سے روایت کیا ہے۔"

وقیل ثلث عشرۃ واختارہ محمد بن اسحاق روی محمد بن نصر من طریق ابن اسحاق قال حدثنی محمد بن یوسف عن جدہ السائب بن یزید قال کنا نصلی فی زمان عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب فی رمضان ثلث عشرۃ رکعۃ الی قولہ، قال ابن اسحٰق ((وما سمعت فی ذلک حدیثا ھواثبت عندی ولا احری بان یکون من حدیث السائب وذلک ان صلوۃ رسول اللہ ﷺ کانت من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ

"کہ تیرہ رکعت ہے۔ اور اسی کو محمد بن اسحاق نے اختیار کیا ہے۔ امام محمد بن نصر نے روایت کیا ہے کہ محمد بن اسحاق نے کہا کہ محمد بن یوسف نے مجھے خبر دی کہ دادا سائب بن یزید نے کہا کہ ہم لوگ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے زمانہ میں تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ میں نے اس باب میں ایسی کوئی حدیث جو میرے نزدی اس حدیث سے زیادہ ثابت اور سائب بن یزید کی حدیث ہونے کے زیادہ لائق ہو۔ نہیں سنی اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز بھی تیرہ رکعت تھی۔"

اسی طرح علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

((قال ابن اسحاق وھذا اثبت ما سمعت فی ذلک وھو موافق لحدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا فی صلوۃ النبی فی اللیل))

"محمد بن اسحاق نے کہا کہ میں نے جس قدر حدیثیں اس بات میں سنی ہیں ان سب میں یہ حدیث موافق ہے جو رسول اللہ ﷺ کی رات نماز کے بارے میں مروی ہے۔"

((وقیل احدی عشرۃ رکعۃ وھو اختیار مالک لنفسہ واختارہ ابو بکر بن العربی))

"کہا گیا ہے کہ گیارہ رکعت ہے اور اسی کو امام مالک نے اپنے لیے اختیار کیا ہے اور اس کو ابو بکر بن عربی نے بھی پسند کیا۔"

علامہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے فتح الباری جلد نمبر ۲ ص ۲۱۶ میں فرماتے ہیں۔

((فی الموطا عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انہا احدی عشرۃ رکعۃ ورواہ سعید بن منصور من وجہ اٰخر ورواہ محمد بن نصر من ابن اسحاق عن محمد بن یوسف فقال ثلث عشرۃ رکعۃ والعدد الاول موافق لحدیث عائشۃ والثانی قریب منہ))

"امام مالک نے موطا میں محمد بن یوسف سے روایت کی انہوں نے سائب بن یزید سے کہ تراویح گیارہ رکعت ہے اور سعید بن منصور نے ایک اور سند سے بھی یہی مضمون روایت کیا ہے۔ اور امام نصر رحمہ اللہ مروزی نے محمد بن اسحاق کی سند سے محمد بن یوسف سے تیرہ رکعت روایت کی ہے اور اول عدد یعنی گیارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کی حدیث کے موافق ہے اور ثانی تیرہ۔"

اس سے قریب ہے علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ کی وضاحت سے یہ بات متحقق ہوگی ہے کہ بعض الناس کا دعویٰ اجماع علی العشرین بالکل باطل ہے علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ کے پش کردہ اقوال سے آخری قول۔ گیارہ۔ ((تراویح عن حیث الاللیل قوی)) اور راجح ہے۔ ((کما قال فی تحفۃ الاحوذی)) (جلد نمبر ۲ ص ۷۳) قول راجح مختار عن حیث الالیل قولی قول ہے جس کو امام امام مالک نے اپنے لیے پسند فرمایا۔ گیارہ رکعت اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت تراویح پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ گیارہ رکعت کے علاوہ باقی اقوال کے متعلق علامہ مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

((فلم یثبت واحد منہا عن رسول اللہ ﷺ بسند صحیح ولم یثبت الامر بہ عن احد من الخلفاء الراشدین بسند صحیح قال عن الکلام))

(یعنی باقی اقوال سے کوئی بھی بسند صحیح رسول اللہ ﷺ اور خلفاء الراشدین سے ثابت نہیں جو کہ کلام سے خالی ہو۔" (تحفۃ"

ہم کیوں کہتے ہیں کہ گیارہ رکعت سنت ہے دلیل نمبر ۱ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے گیارہ رکعت ہی ثابت ہے جیسا کہ بخاری۔ مسلم وغیرہما کتب احادیث میں ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ انہوں نے جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی نماز تراویح کا سوال کیا۔

((فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلث الحدیث))

"تو آپ نے فرمایا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ام المومنین نے کہا کہ آپ نے بڑی عمدگی اور طویل قرأت کے ساتھ چار رکعتیں پڑھیں پھر تین رکعت وتر پڑھے۔"

علامہ مبارک پوری فرماتے ہیں۔

(فھذا الحدیث نص صریح فی ان رسول اللہ ﷺ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ عل احدی عشرۃ رکعۃ تحفۃ الاحوذی)) (جلد نمبر ۲ ص ۳))

یعنی یہ حدیث نص صریح ہے کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۲:

((عن جابر رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فی شھر رمضان ثمان رکعات واوتر ولما کانت القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج فلم نزل فیہ حتیٰ اصبحنا ثم دخلنا فقلنا یا رسول اللہ ﷺ اجتمعنا البارحۃ فی المسجد ورجونا ان تصلی بنا فقال انی خشیت ان یکتب علیکم رواہ الطبرانی فی الصغیر وقیام اللیل ۔ وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحھما))

طبرانی ۔ قیام اللیل مروزی ۔ صحیح ابن خزیمہ ۔ اور صحیح ابن حبان بحوالہ تحفۃ الاحوذی جلد نمبر ۲ ص ۴، میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں آپ نے ہم کو آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھائے اگلی رات اس امید پر ہم مسجد میں زیادہ اکٹھے ہوئے کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم کو گذشتہ رات کی طرح نماز پڑھائیں گے مگر آپ تشریف نہ لائے ۔ صبح جب آپ ﷺ سے ملے تو ہم نے مسجد میں اپنے اجتماع کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''میں اس بات سے ڈرا کہ مبادا یہ نماز تم پر فرض ہو جائے ۔''

دلیل نمبر ۳:

((عن جابر بن عبد اللہ قال جاء ابی بن کعب الی رسول اللہ ﷺ انہ کان منی اللیلۃ شئی یعنی فی رمضان قال وما ذاک یا ابی فال نسوۃ فی داری قلن لا نقرأ القرآن فصلی بصلوتک قال فصلیت بھم ثمان رکعات واوترت فکانت شبہ الرضا ولم یقل شیئا قال الھیثمی فی مجمہ الزوائد رواہ ابو یعلی وقیام اللیل))

ابو یعلی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابی ابن کعب آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے اب آج رات رمضان المبارک میں ایک بات ہو گئی ہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابی وہ کیا بات ہے کہا کہ میرے گھر کی مستورات نے جمع ہو کر مجھ سے کہا کہ ہم کہ قران نہیں پڑھ سکتیں لہٰذا ہم تو آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی تو میں نے ان کو آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھائے تو آپ ﷺ خاموش ہوگئے یہ خاموشی آپ کی رضا کی دلیل تھی ۔''

دلیل نمبر ۴:

((عن السائبن بن یزید انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ رواہ مالک فی المؤطا و سعید بن منصور و مصنف ابن ابی شیبۃ ۔ و معرفۃ السنن والاٰثار للبیھقی وقیام اللیل ۔ ورسالہ المصابیح للیسوطی رحمہ اللہ))

مؤطا امام مالک و سعید بن منصور اور مصنف ابن ابی شیبہ ۔ معرفت السنن والآثار بیہقی ۔ قیام اللیل مروزی ۔ للمصابیح سیوطی ۔ میں سائب بن یزید سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم الداری رحی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات تراویح پڑھایا کریں ۔''

((قال النیموی فی آثار السنن اسنادہ صحیح)) علامہ نیموی حنفی نے آثار السنن میں سائب بن یزید کی روایت کو صحیح سند کہا ہے تحفۃ الاحوذی جلد نمبر ۴ ص ۴، مندرجہ بالا دلئل کے بعد ضرورت تو نہیں تھی کہ کسی امام محدث فقیہ اور عالم کا قول پیش کیا جائے مگر آپ حضرات کی مزید تفصیل کے لیے اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ کا مسلک فقہائے حنفیہ محدثین عظام اور علماء کرام کے اقوال بطور تائید پیش کیے جاتے ہیں ۔

مسلک امام ابو حنیفہ:

امام مالک ۔ امام شافعی ۔ امام احمد بن حنبل کی تصانیف تو موجود ہیں مگر بقول علامہ ، شبلی میزان شعرانی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کوئی تصنیف نہیں یہ قدوری ہدایہ ۔ کنز الرقائق ۔ شرح وقایہ ۔ وغیرہ کتب فقہ جو درسی کتابیں سمجھی جاتی ہیں اور جن پر حنفی مذہب کا دارومدار ہے ان کتابوں کے مصنف حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات ۱۵۰ ھ کے صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں چنانچہ ان مصنفین کی وفات بالترتیب ۴۲۸ھ ۵۹۲ھ ۷۱۰ھ ۷۴۵ھ میں واقع ہوتی ہے ۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین کی حضرت امام کے شاگردوں سے بھی ملاقات نہیں ہوئی لیکن فقہی سلسلہ کو مضبوط کرنے کے لے فقہائے احناف میں ایک ضرب المثل مشہور ہے جو بلفظہٖ ملاحظہ ہو ۔

((ان الفقہ زرعہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وسقاہ علقمۃ وحصدہ ابراھیم النخعی وداسہ حماد وطحنہ ابو حنیفہ وعجمہ ابو یوسف وخبر محمد وسائر الناس یاکلون وتمھید الفاروق لمن طالع کنز الدقائق مطبوعہ قاسمی دیوبند))

''فقہ فاکعیت عبد اللہ بن مسعود نے بویا علقمہ نے سینچا ابراہیم نخعی کاٹا حماد نے بھوس جوکی ابو حنفیہ نے پسا ابو یوسف نے آٹا ۔ گوندھا اور امام محمد نے روٹیاں پکائیں باقی سب کھانے والے ہیں ۔''

اس مثل سے ظاہر ہے کہ باب قیام شہر رمضان میں تراویح پڑھنے کا بیان اس کے پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ والی روایت یوں تحریر فرماتے ہیں ۔

((اخبرنا مالک حدثنا سعید المقبری عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن انہ سأل عائشۃ کیف کانت صلوۃ رسول اللہ ﷺ فی رمضان قالت ماکان رسول اللہ ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ))

الحدیث مؤطا امام محمد ترجمہ گذر چکا ہے اس بات کے خاتمے پر فرماتے ہیں ((وبھذا ناخذ کلہ)) ''یعنی ہمارا ان سب حدیثوں پر عمل ہے ۔ ''تعداد رکعت میں سوائے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ کے آپ نے کوئی حدیث نقل نہیں کی جس سے ثابت ہوا کہ امام محمد بھی اس حدیث کے مطابق گیارہ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے ۔ اگر فقہ حنفی کو امام ابو حنفیہ رحمہ اللہ کے ارشادات گرامی کا مجموعہ سمجھا جائے تو فقہ حنفیہ میں گیارہ رکعت تراویح مع وتر موجود ہے ملاحظہ ہدایہ جلد اول ص ۵۶۳ تراویح آٹھ رکعت سنت اور بیس رکعت مستحب ۔ شرح وقایہ ص ۱۳۴ میں ہے ۔ آٹھ رکعت تراویح علاوہ وتر سنت ہیں اور بیس رکعت مستحب ۔ شرح وقایہ ص ۱۲۳ میں ہے کہ تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے نبی ﷺ نے رمضان میں بیس رکعت تراویح نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ رکعت علاوہ وتر پڑھا کرتے تھے ۔ شامی و شرح فقہ اکبر میں گیارہ تراویح مع وتر موجود ہے ۔ مندرجہ بالا حوالہ جات فقہ سے حضرت امام ابو حنفیہ رحمہ اللہ نے صحیح مسلک گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھنے کا کہا ہے ۔

مسلک امام مالک:

مؤطا امام مالک میں ہے ۔

((ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ))

''نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔''

(اس حدیث کی بنا پر امام مالک نے گیارہ رکعت تراویح مع وتر پسند فرمائی ہیں۔ جیسا کہ علامہ بدرالدین عینی حنفی فرماتے ہیں۔ ((احدی عشرۃ رکعۃ ھو اختیار مالک لنفسہ)) (عینی جلد نمبر صفحہ ۳۵۷

''یعنی گیارہ رکعت تراویح کو امام مالک نے اپنے لیے اختیار کیا۔''

مسلک امام شافعی:

امام شافعی کا مسلک بھی گیارہ رکعت تراویح مع وتر کا ہے جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کتاب معرفۃ السنن والآثار جلد اول ص ۴۴۷ فرماتے ہیں۔

((قال الشافعی اخبرنا مالک عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید قال امر عمر ابن الخطاب ابی بن کعب و تمیم الداری ان یقوماللناس باحدی عشرۃ رکعۃ ھذا مذھبنا))

امام شافعی فرماتے ہیں ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے محمد بن یوسف سے روایت کی انہوں نے سائب بن یزید سے اور سائب بن یزید نے کہا کہ حضرت عمر فاروق نے ابی بن کعب اور تیمم داری کو حکم دیا کہ گیارہ رکعت ''تراویح لوگوں کو پڑھایا کریں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہی میرا مذہب ہے۔

مسلک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

((خیر احمد بن حنبل بین احدی عشرۃ وثلث وعشرین رکعۃ))

''امام احمد حنبل نے گیارہ اور تیئس ۲۳ کے درمیان اختیار دیا۔''

مصفیٰ شرح موطا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ائمہ مجتہدین کے فیصلہ جات سے نماز تراویح مع وتر گیارہ رکعت پڑھنا ثابت ہوگیا۔ آٹھ رکعت تراویح کے سنت نبویہ ہونے کی بسبب علمائے احناف کے چند شہادتیں بطور تائید پیش کی جاتی ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر ۱: امام محمد رضی اللہ عنہ امام ابو حنفیہ کے شاگرد رشید اور فقیہ احناف ہیں۔ انہی کی کتابوں سے آج حنفیت زندہ ہے ان کی ایک مایہ ناز کتاب موطا امام محمد ہے اس میں یوں باب باندھتے ہیں باب قیام شہر رمضان اس کے محشی مولینا عبدالحیٰ لکھنوی رحمہ اللہ نے قیام شہر رمضان پر حاشیہ لکھ کر بتایا ہے۔ یسمیٰ التراویح۔ یعنی قیام شہر رمضان ہی کا نام تراویح ہے اس باب کے نیچے عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ والی حدیث لائے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ کی تراویح باجماعت کا ذکر ہے۔ چونکہ اس میں رکعت کی تعداد کا ذکر نہیں اس لیے اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت لائے ہیں جو مسلک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بیان میں گذر چکی ہے جس میں رکعت کی تعداد کا بیان ہے جس سے گیارہ رکعت مع وتر کا سنت نبوی ہونا ثابت کیا ہے۔ فجزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین۔

نمبر ۲: امام ابن ہمام حنفیوں میں ایک جید عالم ہوئے ہیں ایسے عالموں پر اللہ تعالیٰ کی بیش شمار رحمتیں ہوں جن کا شیوہ حق بیانی رہا ہے آپ آٹھ اور بیس تراویح کی تحقیق میں فرماتے ہیں۔

((فتحصل من ھذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ رکعۃ مع الوتر فی جماعۃ فعلیہ علیہ الصلوۃ والسلام و ترکہ لعذر الخ فتح القدیر۔ جلد اول))

پس حاصل اس بحث کا یہ ہے کہ قیام رمضان۔ تراویح۔ جو سنت ہے وہ تو وتر سمیت گیارہ رکعت ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے فعل سے باجماعت ادا کیا اور فرضیت کے عذر سے چھوڑ دیا۔

نمبر ۳: علامہ عینی حنفی عمدۃ القاری جلد نمبر ۳ ص ۵۹۷ میں لکھتے ہیں۔

((فان قلت لم یبین فی الروایات المذکورۃ عدد الصلوۃ التی صلاھا رسول اللہ ﷺ فی تلک اللیالی قلت روی ابن خزیمۃ وابن حبان من حدیث جابر قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعۃ ثم اوتر))

اگر تو سوال کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان راتوں میں جو نماز پڑھائی تھی اس کی تعداد و روایات مذکورہ میں نہیں ہوئی تو میں اسے جواب میں کہوں گا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ'' ﷺ نے رمضان میں وتر علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائے تھیں۔''

نمبر ۴: ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ کلام بلا کسی رد وانکار کے نقل کرتے ہیں۔

((اعلم انہ لم یوقت رسول اللہ ﷺ فی التراویح عدداً معیناً بل لا یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی ادری عشرۃ رکعۃ))

''رسول اللہ ﷺ نے تراویح کا کوئی خاص عدد قولاً مقرر نہیں فرمایا یا لیکن عملاً رمضان و غیر رمضان گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''

نیز ابن اہمام رحمہ اللہ حنفی کے مندرجہ بالا کلام ((فتحصل من ھذا کلہ الخ)) پر بھی ان کو کوئی اعتراض نہیں۔ واللہ اعلم۔

(اخبار الاعتصام جلد نمبر ۱۸ ش نمبر ۲۵، ۲۴ یکم شوال ۱۳۸۶ھ)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد06 ص 317-328

محدث فتویٰ